وسیلہ کیا ہے؟

مُفسرِ اعظمِ پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مُفتی محمد فیض احمد اُویسی

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ

وسیلہ کیا ہے؟

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہ میں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے ۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امابعد! یہ حضور سرورِ عالم ﷺ کا معجزہ علمِ غیب ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین کی ابتداء غریبوں سے ہوئی اور پھر قربِ قیامت میں غریبوں کی طرف لوٹے گا' (مفہوم)۔ یہ معجزہ دورِ حاضرہ میں سورج سے زیادہ چمک رہا ہے آج کل اکثر دین کے امور غرباء میں پائے جاتے ہیں فقیر کو پچاس سال سے زائد اپیل کرتے بیت (گزر) گئے کہ فقیر کی سینکڑوں تصانیف اشاعت طلب ہیں لیکن کسی نے توجہ نہ فرمائی اب چند سالوں سے فقیر کے رسائل کی اشاعت فقیروں، غریبوں کے حصہ میں آئی ہے کہ سینکڑوں رسائل اشاعت پذیر ہو رہے ہیں اُمید ہے انشاءاللہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا خدا کرے ایسے ہی ضخیم تصانیف مثلاً تفسیر عربی (۳۰ جلدیں) وغیرہ کیلئے متمول حضرات یا غرباء و مساکین کے ذریعے شائع ہوں۔ (لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ أَمۡراً)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

مولیٰ عزوجل اس رسالہ کو فقیر اور ناشر کیلئے موجب مغفرت اور قارئین کیلئے مشعل راہِ ہدایت بنائے۔

(آمِیۡنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلِیۡہِ وَآلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنِ)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۶ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ

☆......☆......☆

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الْشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

(مقدمہ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

(سورۃ المائدہ پارہ ٦، آیت نمبر ٣٥)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ۔ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللہ۔ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ۔

معزز و محترم قارئین!: قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی ایک بہت ہی مشہور و معرف آیتِ کریمہ ذکر کی ہے۔اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا "اے ایمان والو!" اتَّقُوا اللَّهَ "اللہ سے ڈرو۔" وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ "اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔" وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ "اور اُس(اللہ) کے راستے میں جہاد کرو۔" لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "تاکہ تم کامیابی حاصل کرلو "۔

طلب وسیلہ کا حکم: اس آیہ کریمہ کا ترجمہ پڑھتے ہی آپ سمجھ گئے کہ اللہ عزوجل نے اس آیہ کریمہ میں ایمان والوں کو مخاطب کیا، اور اسکے بعدایمان والوں کو تین حکم ارشاد فرمائے۔اے ایمان والو اتَّقُوا اللَّهَ "اللہ سے ڈرو۔"دوسرا حکم فرمایا: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ "اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔" تیسرا حکم،فرمایا وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ "اور اُس (اللہ) کے راستے میں جہاد کرو۔" لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔"صراحۃً اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے تک پہنچنے کیلئے وسیلہ طلب کرنے کا حکم فرمایا۔

وسیلہ کا معنی: وسیلہ کسے کہتے ہیں؟لغت کی تمام کتابوں کا اُٹھا کر دیکھا جائے، وسیلہ کا معنی ہے "مَا يُتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى شَيْءٍ"[1] چنانچہ لغتِ عرب کی مشہور کتاب "لسان العرب" میں علامہ ابن منظور نے وسیلہ کی یہی تعریف کی اور لکھا: مَا يُتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى الشَّيْءِ وَيُتَقَرَّبُ بِهِ[2] وسیلہ اسے کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی

---

[1] (لسان العرب،حرف السین،سبب،الجزء٧،الصفحۃ١٠١،دار صادر)
[2] (لسان العرب،حرف الواو،وسل،الجزء١٥،الصفحۃ٣١٢،دار صادر)

مقصود تک پہنچا جائے، کسی شئے تک پہنچا جائے اور جس کے ذریعے اس شئے کا قرب حاصل کیا جائے'' تفسیرِ کشاف میں علامہ جاراللہ زمخشری بھی وسیلہ کی تعریف کر تے ہوئے کہتے ہیں: اَلْوَسِیْلَۃُ کُلُّ مَا یُتَقَرَّ بُ بِہٖ اِلَی الشَّیْ ءِ [3] یعنی وسیلہ ہر اس شئے کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے سے کسی شئے کا قرب حاصل کیا جائے، الغرض وسیلہ کا ایک معنی ''ذریعہ'' بھی ہوا۔جس کے ذریعے سے انسان کسی شئے تک پہنچے۔

وسیلہ کا دوسرا معنی یہ ہے کہ وسیلہ ایک اعلیٰ اور بلند ترین مقام کا نام ہے،جس پر نبی کریم ﷺ ہی فائز ہوں گے، جیسا کہ اذان کے بعد دعا مانگی جاتی ہے، اس میں یہ الفاظ ہوتے ہیں اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِیْلَۃَ یعنی ''اے اللہ! اپنے پیارے محبوب پاک حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مقامِ وسیلہ عطا فرما'' سرکارِ دو عالم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّهم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَاهُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ۔ [4]

یعنی جب تم مؤذن کی اذان سنو تو مؤذن کی طرح کلمات کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو۔ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث پاک کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ: قَالَہٗ تَوَاضُعًا لِاَنَّہٗ اِذَا کَانَ اَفْضَلَ الْاَنَامِ ,فَلِمَنْ یَّکُوْنُ ذٰلِکَ الْمُقَامُ غَیْرَ ذٰلِکَ الْھُمَّامِ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ؟ [5]

یعنی نبی پاک ﷺ نے تواضعا(عاجزی کے طور) فرمایا کہ ''مجھے اُمید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں'' کیونکہ جب آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں تو نبی پاک ﷺ کے علاوہ اور کس کیلئے یہ مقام ہوگا؟ رضوی غفرلہٗ

کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا،اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلے کی دعا مانگو کیونکہ وہ جنت میں ایسا مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں صرف ایک بندہ کے ہی لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں اور جس نے میرے لئے وسیلے کی دعا مانگی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے''۔

وسیلہ سے مراد کیا ہے؟ وہ وسیلہ جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فر مایا کہ میرے لئے دعا مانگو وہ اس بلند ترین مقام کا نام ہے، جس پر صرف نبی پاک ﷺ کی ذات ہی فائز ہوگی اور یہ دعا مانگنا اس لئے نہیں

---

[3] ہمیں یہ عبارت تفسیرِ کشاف میں نہ ملی۔ تفسیر کشاف کی عبارت اس طرح ہے،الوسیلۃ: کل ما یتوسل بہ أی یتقرّب من قرابۃ البتہ مصنف علیہ الرحمۃ کی تحریر کردہ عبارت المصباح المنیر میں موجود ہے۔
(المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، کتاب الواو،الواو مع السین وما یثلثھما، حرف (وس ل)،الجزء2،الصفحۃ660،المکتبۃ العلمیۃ - بیروت)
(الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، سورۃ المائدۃ،الآیۃ35،الجزء1،الصفحۃ628، دار الکتاب العربي - بیروت)

[4] (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ، ثم یصلي علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم ثم یسأل لہ الوسیلۃ،الجزء1،الصفحۃ288،الحدیث 11-(384)،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

[5] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب فضل الأذان وإجابۃ المؤذن،الجزء2، الصفحۃ559،دارالفکر۔بیروت)

کہ ہماری دعا مانگنے سے ہی حضور اس مقام پر پہنچیں گے ورنہ پہنچ ہی نہیں سکتے۔اس مقام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے ہی مخصوص فرمایا اور کوئی اس مقام تک پہنچے گا ہی نہیں۔ہمیں دعا مانگنے کا اس لئے حکم دیا کہ ہم جتنا آپ کیلئے دعا مانگیں گے،اتنا ہی اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان ہوگا۔نبی پاکﷺ بھی مہربان ہوں گے۔وسیلہ کا یہ معنی ''کہ وہ ایک خاص مقام کا نام ہے'' یہ تو نبی پاکﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔اس پر تو سرکارﷺ نے ہی فائز ہونا ہے۔اب جس وسیلہ کی طلب کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا یہ وہ مقام تو نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ وہ تو صرف نبی پاکﷺ کیلئے خاص ہے۔لہٰذا وسیلہ سے یہاں دوسرا معنی ''ذریعہ'' مراد ہے کہ وسیلہ وہ ذریعہ ہے،جسکے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما یا ہے: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (پارہ٦،سورۃ المائدۃ،آیت٣٥)

ترجمہ:مجھ اللہ تک پہنچنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔

اعمالِ صالحہ وسیلہ ہیں:وہ ذریعہ کیا ہے، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔بعض نے کہا کہ وہ اعمالِ صالحہ ہیں کہ اعمالِ صالحہ بھی وسیلہ ہیں۔حدیثِ قدسی ہے:نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللّٰہ جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے: "وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ" [6] یعنی میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔فرائض جتنے ہیں، خوا ہ وہ بدنی عبادات کے ہوں یا مالی عبادات کے ہوں، نماز فرض ہے،زکوٰۃ فرض ہے۔یا بدنی و مالی عبادات کا مجموعہ ہو، حج ہم پر فرض ہے۔یہ تو فرائض ہیں۔ہماری ڈیوٹی ہے جسے ہم نے ادا کرنا ہے، ادا نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے تو مزید نوافل ادا کئے جائیں۔نفلی عباداتِ مالیہ ہوں، نفلی عبادات بدنیہ ہوں۔ٹھیک ہے وہ سب اللہ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔وہ اعمالِ صالحہ ہیں اور اعمالِ صالحہ کو بھی وسیلہ بنایا جا تا ہے۔

حدیثِ غار:بخاری شریف میں حدیث پا ک موجو د ہے۔نبی پاکﷺ نے ارشاد فرمایا۔بنی اسرائیل میں تین آدمی سفر کر رہے تھے۔راستے میں بارش آنے لگی تو وہ ایک غار کے اندر داخل ہوگئے کہ جب تک بارش برستی رہے، ہم ذرا غار میں آرام کرلیتے ہیں جب ختم ہوگی تو چلے جائیں گے۔

وہ جونہی غار کے اندر داخل ہوئے، ایک بہت بڑا پتھر لڑھکا اور غار کے دہانے پر آگیا۔جس سے غار کا منہ بند ہوگیا۔گویا کہ زندہ درگور ہوگئے۔پتھر اتنا وزنی تھا کہ یہ تین تو کیا اگر بیسیوں آدمی بھی زور لگاتے تو وہ پتھر اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتا چہ جائیکہ غار کے دہانے سے ایک طرفہ ہٹے۔انہوں نے سوچا کہ اگر زندگی میں کوئی نیک عمل کیا ہے تو اسے یاد کرو اور اس کے وسیلے سے رب سے دعا مانگو شاید اللہ عزوجل ہماری دعا کوہمارے اس نیک

---

6 (صحیح البخاری،کتاب الرقاق،باب التواضع،الجزء8،الصفحۃ105،الحدیث6502،دار طوق النجاۃ)
اس کے علاوہ یہ حدیث شریف حلیۃ الاولیاء، معجم ابن عساکر، حدیث:1438،المعجم الکبیر، حدیث:7833ودیگر کُتبِ احادیث میں موجود ہے۔

عمل کے وسیلہ سے قبول فرمالے۔ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے زندگی میں ایک ایسا نیک عمل کیا ہے کہ اسے میں جانتا ہوں یا میرا رب جانتا ہے۔نہ اس میں ریا کاری شامل ہے، نہ کوئی اور دنیاوی مقصد شامل ہو۔وہ نیکی میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کی تھی۔میں اس کا وسیلہ پیش کرکے دعا مانگتا ہوں۔چناچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا،

''یااللہ! تو جانتا ہے کہ میرا یہ طریقہ تھا کہ میں دن بھر کام کاج کرنے کے بعد، بکریاں چرانے کے بعد،اپنی محنت مزدوری کرنے کے بعد شام کو جب گھر آتا تو پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کو کھانا کھلاتا اور پھر اپنے بچوں کو کھانا کھلاتا۔ماں باپ کیلئے روٹی کے ٹکرے دودھ میں ملا کر، انہیں نرم کرکے کھلاتا ایک دفعہ مجھے دیر ہوگئی۔بچے بھی بھوکے تھے۔جونہی گھر میں داخل ہوا، بچوں نے تقاضا کیا کہ ابا جان! ہمیں بھوک لگی ہے، جلدی کھانا کھلائیں مگر میں نے کہا۔نہیں! اپنی روٹین (Routine معمول) کے مطابق میں پہلے اپنے ماں باپ کو کھانا کھلاؤں گا۔میں جب ماں باپ کیلئے کھاناتیار کرلیا اور لے کر ان کے سرہانے پہنچا تو وہ سو چکے تھے۔بچے قدموں میں لوٹ رہے تھے۔بیشک بچوں کی محبت بھی مجھے مجبور کر رہی تھی کہ ماں باپ سوگئے ہیں،میں پہلے بچوں کو کھلادوں۔مگر میں نے کہا نہیں یہ تو روٹین (عادت) میں فرق آجائے گا۔ساری زندگی تو میں ماں باپ کو اپنی اولاد سے مقدم سمجھتا آیا، آج میں ایسا کیوں کروں؟

میں نے خیال کیا کہ انہیں جگادوں مگر جگانا بھی خلافِ ادب تھا۔میں اسی طرح کھانے کا پیالہ ہاتھ میں لیے ماں باپ کے سرہانے کھڑا رہا۔اِدھر اُدھر بھی نہیں بیٹھتا تھا کہ کہیں وہ بیدار نہ ہوجائیں اور مجھے طلب کریں، آنے میں دیر ہوجائے۔میں اسی طرح ساری رات کھانے کا پیالہ پکڑے کھڑارہا،بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں لوٹتے رہے، ان کی محبت اور ان کی بھوک بھی میری نظروں کے سامنے تھی مگر اللہ! تو جانتا ہو کہ اس میں وقت کوئی تیسرا دیکھنے والا بھی نہ تھا مگر میں نے ماں باپ کومقدم رکھا اور بچوں کوساری رات اسی طرح بلکتے چھوڑا۔اے اللہ! یہ سب کچھ تیری رضا کیلئے تھا۔میرا یہ عمل اگر تیری بارگاہ میں قبول ہے تو اس کے وسیلے سے یہ پتھر غار کے منہ سے سرکادے (ہٹادے) ''۔

جب اُس نے یہ دعا کی تو پتھر تھوڑا سا ہٹ گیا مگر اتنا نہ تھا کہ آدمی باہر نکل سکے۔

دوسرا کہنے لگا، مجھے بھی ایک نیک عمل یاد آگیا ہے اس نے کہا:یااللہ! تو جانتا ہے کہ میں اپنے چچا کی بیٹی پر فریفتہ(عاشق) تھا حتیٰ کہ میں نے تقاضا کیا کہ وہ میرا مقصد پوراکرے۔اس نے مجھ سے کافی سارے دینار (مال) مانگے۔میں کافی سارے دینارا کٹھے کرکے اس کے پاس پہنچا۔اس نے فوراً مجھ سے کہا۔اللہ سے ڈرکل قیامت کے روز اسے کیا جواب دے گا؟

یااللہ! وہاں تیرے سوا کوئی دیکھنے والا نہ تھا۔میں صرف تیری رضا کی خاطر اور تیرے خوف سے اس بُرے کام سے رُک گیا۔اگر میرا یہ عمل تیری بارگاہ میں قبول ہے تو یہ پتھر ہٹادے" اس کے اس عمل کے وسیلہ سے کی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور پتھر تھوڑا سا اور ہٹ گیا۔

تیسرے آدمی کی باری آئی تو وہ کہنے لگا:یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے پاس ایک مزدور تھا۔وہ میرے ساتھ کا م کیا کرتا تھا۔جب میں نے اس کی مزدوری پیش کرنا چاہی۔اس نے کہا یہ تھوڑی ہے کچھ اور دے دو۔میں کہا تیری اجرت اتنی ہی بنتی ہے اور تو نہیں دوں گا۔کہنے لگا ٹھیک ہے اجرت اتنی بنتی ہے مگر کچھ اور بڑھا کر دے دو۔میں نے انکار کیا وہ غصے ہوکر سارا کچھ چھوڑ کر چلا گیا۔

جب وہ چلا گیا تو میر ے دل میں تیراخوف پیدا ہو اکہ اگر آج میں نے اس کا حق کھالیا تو کل قیامت کے روز تو حقوق العباد سے چھٹکارا ہی نہیں ہے۔وہاں تو ایک ایک نیکی کی بڑی قدر و قیمت ہوگی۔میں ڈر گیا اس کے مزدوری کے غلے کو اسی طرح اپنی زمین میں کاشت کردیا، جس طرح اپنی فصل کاشت کی تھی۔وہ غلہ اور زیادہ بڑھ گیا۔پھر اگلے سال میں نے دوبارہ کاشت کیا، اس سے بھیڑ، بکریاں خریدیں۔

کئی سال کے بعد وہ آیا اور کہا میری اجرت تمہارے ذمے باقی ہے۔میں نے کہا یہ بکریاں، یہ اتنا ریوڑ، یہ غلہ سب تیرا ہے اسے لے جاؤ۔وہ کہنے لگا میرے ساتھ کیوں مذاق کرتے ہو؟ اس دن تو میں نے تھوڑی سی زائد اجرت مانگی تھی تو تم دینے کیلئے تیار نہ تھے۔آج کہتے ہو یہ ساری بکریاں بھی تیری ہیں، بھیڑیں بھی تیری ہیں، مذاق کرتے ہو؟

میں نہ کہا مذاق نہیں کرتا۔میں نے اس طرح تیرے حصّہ کو بڑھا یا اور اس کی حفاظت کرتا رہا یہ سب کچھ صرف ربّ کی رضا کیلئے تھا۔یہ تیرا ہی ہے تو اسے لے جاوہ خوشی خوشی دعائیں دیتا ہوا اپنا حصّہ لے کر چلا گیا۔

یااللہ! میں چاہتا تو اسے دبا سکتا تھا، میں نے صرف تیرے خوف کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔اگر یہ عمل تیری بارگاہ میں قبول ہے تو پتھر کو غار کے منہ سے بالکل ہٹادے۔اس نے جب یہ دعا کی تو پتھر بالکل غار کے منہ سے ہٹ گیا اور یہ تینوں غار سے باہر نکل آئے۔(صحیح البخاری،جلد ۲،صفحہ ۸۸۳) [7]

انبیا ء اور اولیا ء وسیلہ ہیں: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اعمالِ صالحہ، خداکی رضا کیلئے جو نیکیا ں کی جاتی ہیں وہ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنتی ہیں۔تو بعض لوگوں نے کہا کہ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ میں وسیلہ سے مراد "اعمالِ صالحہ" ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس سے انکار نہیں کہ اعمالِ صالحہ وسیلے بنتے ہیں۔لیکن یہیں تک محدود رہنا یہ انصاف نہ ہوگا۔کیا وجہ ہے کہ جن کی پیروی کرتے ہوئے ہمارے عمل، اعمال صالحہ بن جائیں۔جن کی سنّت

---

[7] (صحیح بخاری،کتاب البیوع، باب إذا اشتری شيئا لغيره بغير إذنه فرضي،الجزء3،الصفحۃ79الی80،الحدیث2215، دار طوق النجاۃ)
(صحیح مسلم،کتاب الرقاق، باب قصۃ أصحاب الغار الثلاثۃ والتوسل بصالح الأعمال،الجزء4،الصفحۃ2099،الحدیث100- (2743)،داراحیاءالتراث العربی،بیروت)

پر عمل کرتے ہوئے ہمارے عمل، اعمالِ صالحہ بن جائیں۔اعمالِ صالحہ تو وسیلہ بنیں اور جن کی پیروی ہمیں اَعمالِ صالحہ والا بنادے، وہ وسیلہ نہ بنیں؟

اَعمالِ صالحہ بھی وسیلہ ہیں اور یقینا مشائخِ عظام جن کی تربیت سے ہم اعمالِ صالحہ کرنے والے بنتے ہیں،وہ بھی وسیلہ ہیں۔

جن مشائخِ عظام کا یہ فیض ہم تک پہنچتا ہے وہ یہ فیض مدینہ منورہ سے بارگاہِ رسالت سے حاصل کر رہے ہیں۔تو یقینا اس کائنات میں ربّ تک پہنچنے کا سب سے بڑا وسیلہ نبی پاک ﷺ کی ذات ہے۔اگر اس آیت پاک کو یہاں محدود کیا جائے کہ وسیلے سے مراد صرف اعمال ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو'' اتَّقُوْا اللّٰهَ سے پھر کیا مرادہے؟ تقویٰ، اعمالِ صالحہ ہی کو تو کہتے ہیں۔متقی اسی کو توکہتے ہیں جو اپنے اندر اعمالِ صالحہ پیدا کرلے اور ہر بُرائی سے اپنے آپ کو بچالے۔تو اگر وسیلہ سے مراد اعمالِ صالحہ ہیں پھر اتَّقُوْا اللّٰهَ سے مراد کیا ہوگا؟

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اتَّقُوْا اللّٰهَ میں تو تمام کے تمام اعمالِ صالحہ آگئے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ اعمالِ صالحہ کو تو تم نے وسیلہ بنالیا۔اپنے دل میں میرا خوف پیدا کرلیا اب مزید پھر وسیلہ تلا ش کرو، جس کے ذریعے سے تم اعمالِ صالح کرنے والے بن گئے ہو۔

نکتہ:اگر صرف اعمالِ صالحہ وسیلہ بن سکتے تو یہ (اعمالِ صالحہ والی) بات تو شیطان کے پاس سب سے زیادہ تھی۔ معلوم ہوا کہ شیطان راندہ درگاہ(مردود) ہوا تو کس وجہ سے ہوا؟کہ اس نے جس کے ذریعے سے ربّ تک پہنچنا تھا سیّدنا آدم علیہ السلام اور ان کی پیشانی میں جو نورِ مصطفویﷺ جلوہ گر تھا اس کو وسیلہ نہ بنایا۔ربّ نے فرمایا اعمال تیرے چاہے لاکھ برس کے ہی کیوں نہ ہوں۔تیرے منہ پر ماردیے جائیں گے۔اعمال بھی تب وسیلہ بنیں گے، جس وقت جن کے ذریعے سے یہ اعمال تجھے نصیب ہو رہے ہیں ان کو وسیلہ نہ بنائے۔

اتَّقُوْا اللّٰهَ میں اعمال آگئے اور اس کے بعد فرمایا وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اس سے نبی پاک ﷺ کی ذات اور سرکار ﷺ کے فیض کو قیامت تک بکھیرنے والے اور تقسیم کرنے والے مشائخِ عظام اور پیرانِ کرام اور علمائے ربانیین مراد ہیں۔

ہمار ا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاکﷺ کی ذات اور رسول اللہ ﷺ کے فیض کو ہم تک پہنچانے والے تمام بزرگانِ دین اور مشائخِ عظام بھی ربّ تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔بلکہ ان اللہ والوں کے ساتھ اور اولیائے کاملین کے ساتھ جو چیز نسبت رکھتی ہے وہ بھی وسیلہ بن جاتی ہے۔

عقیدہ کی وضاحت:اس سے قبل کہ میں اس کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں کچھ عرض کروں کہ ہمارا یہ مؤقف کہاں تک صحیح ہے؟ پہلے عقیدہ کی وضاحت کردوں کہ نبی پاک ﷺ کی ذات پاک اور انبیاء کرام و اولیاءِ کرام کو وسیلہ ماننے کیلئے دو طرح کے عقیدے ہوسکتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ جس کے وسیلہ مانا جائے، اسے مستقل بالذات مانا جائے کہ یہ ہماری مدد کرتے ہیں یا ہمارے کام آتے ہیں تو ذاتی اور مستقل طورپر یہی ہماری مدد کرتے ہیں۔ اللہ سے بے نیاز ہو کر یہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ اللہ انہیں توفیق دے یا نہ دے، یہ ذاتی طور پر ہماری مدد کرتے ہیں، اس لئے ہم ان سے مدد مانگتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ یا ان کو اللہ کا بندہ ہی تصور کیا جائے، مگر ان کی عبادت کی جائے اور یادرکھو ان کی عبادت اسی وقت کی جائے گی، جب ان کو خدا مانا جائے تو پھربھی یہ شرک ہوگا۔ دوسرا عقیدہ کیا ہے؟ کہ یہ اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ اللہ کے نیک بندے ہیں۔خدا نہیں ہیں۔ ان کو اللہ نے فقط ایک ذریعہ بنایا ہے یہ کسی کی مدد کریں گے تو ا للہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مدد کریں گے۔ یہ مدد کرنے میں مستقل بالذات نہیں۔ بلکہ ان کو مدد کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور مدد کرنے کی اجازت بھی اللہ نے دی ہے، اور اگر انہیں اللہ تعالیٰ مدد کرنے کی اجازت نہ دے تو باوجود اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کے بھی یہ مدد نہیں کرتے ہیں۔ اللہ کی اجازت اور اذن سے ہماری مدد کرتے ہیں۔اس طرح سے ان کو وسیلہ مانا جائے تو اس میں کوئی شرک نہیں ہے۔ بلکہ عین وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ پر عمل ہوگا۔

وسیلہ کی ضرورت کیوں؟اب رہی یہ بات کہ کیا اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہے کہ وسیلہ کی ضرورت پڑتی ہے؟وسیلہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟تفسیرِ بیضاوی کے حاشیہ میں اور علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح المعانی میں باقاعدہ یہ بحث کی ہے کہ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ط (سورۃ البقرہ، پارہ ا، آیت ۳۰) (ترجمہ:اللہ جل جلالہ نے فرشتوں سے فرمایا ، ’’میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتاہوں‘‘)اس پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے لکھا کہ ربّ کو کیا ضرورت تھی خلیفہ بنانے کی؟خلیفہ نائب کو کہا جاتا ہے۔ اور اس (خلیفہ) کی ضرورت کیلئے تین صورتیں ہوتی ہیں یا تو خلیفہ کی اُسے ضرورت ہوتی ہے جسے موت آنی ہو،جس نے فناہوجانا ہو کہ وہ اپنا نائب اور خلیفہ بناتا ہے، ولی عہد بناتا ہے کہ میرے بعد یہ میرے والے سارے امور سر انجام دے گا یا خلیفہ بنانے کی اُسے ضرورت ہوتی ہے جس نے اپنے مالک سے غائب ہونا ہو، کسی دوسری جگہ جانا ہو۔ دورے پر جانا ہے یا کسی اور مصروفیت پر جاناہے تو وہ اپنا نائب بنا کرجاتا ہے کہ میری ساری ذمہ داریاں یہ نبھاتارہے گا۔ یا خلیفہ کی ضرورت اُسے ہوتی ہےجوخود اکیلا سارے اُمور سر انجام نہ دے سکتا ہو تو اپنے ساتھ کوئی معاون (مددگار) بناتا ہے۔ اپنا نائب بناتا ہے۔ اپنی ایک کابینہ بناتا ہے، جس کے ذریعے سے تمام کے تمام امور سر انجام دے۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں باتوں سے پاک ہے۔موت سے وہ پاک ہے لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط (سورۃ البقرہ، پارہ ۳، آیت

۲۵۵) (ترجمہ: اُسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند۔)موت تو موت رہی اسے نیند اور اُونگھ تک بھی کبھی نہیں آئی تو خلیفہ بنانے کی اسے اس وجہ سے بھی ضرورت نہیں۔[8]

وہ غائب بھی نہیں ہوتا کہ اس ملک کو چھوڑ کر اور دنیا ہو جہاں وہ سیر کرنے کیلئے جائے یا دورہ کرنے کیلئے اس کی عدم موجودگی میں یہاں خلیفہ کی ضرورت ہو۔ اور نہ ہی یہ بات ہے کہ وہ اکیلا تمام امور چلانے میں ناکام ہے۔جس نے کُـــن کہہ کر ساری کائنا ت کو پیدا کردیا۔اس کیلئے یہ امورسرانجام دینا کیا مشکل ہے؟ جب اللہ تعالیٰ ان تینوں باتوں سے پاک ہے تو پھر اسے خلیفہ کی ضرورت کیوں پیش

آئی؟ یہ اعتراض کرنے کے بعد اسی تفسیر میں اس کا جواب بھی موجود ہے،کہتے ہیں کہ خلیفہ بنانے کی ضرورت منجانب اللہ نہیں تھی کہ اللہ محتاج تھا، اسے خلیفہ کی ضرورت تھی۔خلیفہ کی ہمیں ضرورت تھی۔ ہماری ضرورت کیلئے اللہ تعالیٰ نے اسے وسیلہ بنایا۔ہماری ضرورت کیلئے اللہ نے اسے ہمارا وسیلہ بنایا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جو غایۃ التقدس میں ہے اور ہم غایۃ التدنس میں ہیں وہ بلندیوں کی انتہا کا مالک ہے اور ہم پستیوں کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں جبینِ نیاز جھکاتے ہوئے، زمین پر ماتھا اور ناک رگڑ تے ہوئے زبان سے اقرار کرتے ہیں اور عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَ عْلیٰ''اے میرے ربّ!میرے جیسا پست کوئی نہیں، فرمایا جو اتنا ادنٰی ہو وہ اتنے اعلیٰ سے براہِ راست فیض حاصل نہیں کرسکتا۔

مثال کے طور پر دیکھئے! یہی بجلی جوان لائٹوں میں روشنی پید ا کررہی ہے ان پنکھوں کو چلاتی ہے، گھروں میں ڈیپ فریزر وغیرہ چلاتی ہے۔اور یہ ٹھنڈا کرنے کے کام آتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ ا س بجلی کی پاور ہاؤس میں جتنی پاور ہوتی ہے اور بڑے کھمبوں پر جو تاریں آرہی ہیں،جن میں وولٹیج بہت زیادہ ہوتے ہیں ہمارے گھروں میں جو بجلی آرہی ہے وہ اس پاور کی نہیں ہوتی اگر براہِ راست گھر کی فٹنگ کا کنیکشن زیادہ پاوروالی تاروں سے لگا دیا جائے تو نتیجہ کیا نکلے گا۔تباہی!!!کسی کواعتبار نہ آئے تجربہ کرکے دیکھ لے۔اس کے سواکوئی اور نتیجہ ہی نہیں تباہی ہی تباہی ہے۔سب کچھ فیوز ہوجائے گا۔ختم ہوجائے گا۔پاور ہاؤس سے بجلی حاصل کرنے کیلئے درمیان میں ذرائع اور وسائل ہوتے ہیں کم پاور والی باریک تاروں کا رابطہ ہوتا ہے۔ٹرانسفارمر اور میٹر کا واسطہ اور ذریعہ ہوتاہے۔یہ وسائل اختیار نہ کیے جائیں تو براہِ راست پاور ہاؤس سے بجلی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

---

8 (تفسیرالبیضاوی،سورۃالبقرۃ، الآیۃ30،الجزء1،الصفحۃ67الی68، دار إحیاء التراث العربي - بیروت)
(تفسیرروح المعانی،سورۃالبقرۃ، الآیۃ29 الی 38 ،الجزء1،الصفحۃ220الی221، دار الکتب العلمیۃ - بیروت)

اللہ تعالیٰ کی ذات تو بلند و بالا ہے۔ہم میں یہ استعداد اور صلاحیت نہیں ہے کہ اس سے براہِ راست فیض حاصل کر سکیں لہٰذا ایسے رابطے اور وسیلہ کی ضرورت تھی جو ذُوْجِھَتَیْنْ ہو، اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہو اور بندوں کے ساتھ بھی تعلق ہو۔اللہ تعالیٰ سے وہ فیض حاصل کرکے بندوں تک پہنچاسکتا ہو۔اسی ضرورت کیلئے خلیفہ بنایا گیا۔

انبیاءِ کرام علیھم السلام اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ان میں نورانیت والی جہت بھی ہے اور بشریت والی جہت بھی ہے۔نورانیت والی جہت سے یہ اللہ سے فیض حاصل کرتے ہیں اور بشریت والی جہت سے بندوں کو فیض عطا کرتے ہیں۔ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ تو وسیلہ عُظمیٰ ہیں کہ اللہ پاک کے انبیاء کرام بھی محبوب پاک ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے رہے۔

سنتِ آدم علیہ السلام: ابو البشر سیّدنا آدم علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہوئے نبی پاک ﷺ کی ذات پاک کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ خَطِیْءَتِیْ وتَقَبَّلْ تَوْبَتِیْیعنی

یعنی اے اللہ! اپنے محبوب محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے میری خطا معاف فرمادے اور میری توبہ قبول فرمالے۔

فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيْنَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ﷺ؟

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: رَاَيْتُ فِيْ كُلِّ مَوْضِعٍ مِّنَ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں نے جنت میں ہر مقام ہر دیکھا، لکھاہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ اَكْرَمُ خَلْقِكَ عَلَيْكَ۔ فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَغَفَرَلَهٗ۔[9]

تو میں نے جان لیا کہ محمدِ مصطفیٰ ﷺ کی ہستی تیری بارگاہ میں ساری مخلوق سے زیادہ عزت و کرامت والی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور انہیں معاف فرمادیا۔

نابینا صحابی: نبی پاک ﷺ نے خود اُمت کو وسیلہ کی تعلیم دی تاکہ میرے اُمتیوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے کا طریقہ آجائے۔

---

9 (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،الباب الثالث،الجزء1،الصفحۃ221،دارالفکر۔بیروت)

محبوبِ پاکﷺ کی بارگاہ میں ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے۔عرض کی ''حضور! دعا فرمائیں مجھے آنکھیں مل جائیں'' آپ نے فرمایا ''اگر تو صبر کرے تواس کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا اگر تیری خواہش ہے تو دعا کرتاہوں تجھے آنکھیں مل جائیں گی'' صحابی کو پتہ تھا کہ جنت تو سرکار کی زیارت کے صدقے مل ہی جاتی ہے۔کیوں نہ آج دریائے رحمت جوش پر ہے آنکھیں مانگ لوں،عرض کی ''حضور! مجھے آنکھیں عطا فرمائیں'' سرکار چاہتے تو دعا مانگ دیتے،اسے بینائی مل جاتی۔چاہتے تو لعابِ دہن لگادیتے، آنکھیں روشن ہوجاتیں۔چاہتے تو دستِ رحمت پھیر دیتے، نظر آنے لگ جاتا۔مگر سرکار کی نگاہِ نبوت کے پیشِ نظر تھا کہ میرے وسیلے کا انکار کرنے والے لوگ بھی آئیں گے ایسا حکمت والا طریقہ اختیار فرمایا کہ صحابی کی حاجت بھی پوری ہوگئی، وسیلہ کے منکروں کا منہ بھی بند ہوگیا۔اور ماننے والے غلاموں کو وسیلہ مانگنے کا طریقہ بھی سکھادیا ارشاد فرمایا وضوکر،دو رکعت نماز نفل ادا کر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ فَتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ وَ شَفِّعْنِیْ فِیْہِ۔ [10]

یعنی اے ا للہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور حضرت محمد ﷺ جو نبی رحمت ہیں ان کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ (آپ کے وسیلہ سے) میری حاجت روائی ہو۔اے اللہ! محبوب پاک کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امام بیہقی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور ان الفا ظ کا اضافہ کیا: فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ [11]

یعنی کہ وہ آدمی کھڑا ہوا، تو اسے بینائی مل چکی تھی،یہ سرکار پاکﷺ کے وسیلہ پاک کی برکت تھی کہ وہ سجدہ میں جاتا تو نابینا ہوتا ہے کھڑا ہوتا ہے تو نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے آنکھیں مل چکی ہوتی ہیں۔

---

10 (سنن الترمذی،أبواب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،الجزء 5،الصفحۃ569،الحدیث3578، مصطفی البابي الحلبي - مصر)
(صحیح ابن خزیمۃ، باب صلوۃ الترغیب والترہیب حدیث،الجزء2،الصفحۃ225،الحدیث1219،المکتب الاسلامی -بیروت)
(المعجم الکبیر للطبرانی،باب العین،ما أسند عثمان بن حنیف،الجزء9،الصفحۃ30، مکتبۃ ابن تیمیۃ - القاھرۃ)
(المستدرک علی الصحیحین للحاکم،کتاب الوتر،فأما حدیث عبد اللہ بن فروخ :فإن لفظ عجب الخ،الجزء 1،الصفحۃ458،الحدیث1180، دارالکتب العلمیۃ -بیروت)
(دلائل النبوۃ للبیہقی،باب فی تعلیمہ الضریر ماکان فیہ شفاء الخ،الجزء 6،الصفحۃ166، دار الکتب العلمیۃ، دار الریان للتراث)
(عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث،ذکر حدیث عثمان بن حنیف، الصفحۃ 417،الحدیث658،مؤسسۃ الرسالۃ - بیروت)
(الترغیب والترہیب ،الترغیب فی صلوۃ الحاجۃ ،الجزء 1،الصفحۃ272،الحدیث1018، دار الکتب العلمیۃ - بیروت)

11 (دلائل النبوۃ للبیہقی،باب فی تعلیمہ الضریر ماکان فیہ شفاء الخ،الجزء 6،الصفحۃ166الی167، دار الکتب العلمیۃ، دار الریان للتراث)

حکم خداوندی: خود اللہ نے بھی محبوب پاک ﷺ کی ذات کو اپنی بارگاہ میں وسیلہ بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اے میرے محبوب پاک کے غلامو! اگر تم کوئی غلطی کر بیٹھو اور اسکی بخشش چاہو تو میرے محبوب پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ، ان کے وسیلہ سے میں تمہاری خطائیں معاف فرمادوں گا۔ارشاد فرمایا: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (سورہ النساء پارہ ۵، آیت ۶۴)

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

بارگاہِ محبوب: قارئین کرام! اس آیۃکریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر حکم فرمادیا کہ میں ارحم الراحمین ہوں، غفور و رحیم ہوں، بندوں کے گناہ بخشتا ہوں لیکن میری بارگاہ سے بخشش کا پروانہ حاصل کرنا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ میرے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہوجاؤ۔ان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر، ان کا وسیلہ پیش کرنا اور ان سے دعائے مغفرت کروانا تمہارا کام ہے، ان کے وسیلہ سے تمہاری خطاؤں کو معاف کرنا میرا ذمہ کرم ہے۔کہ جس وقت تمہاری کہیں نہ بنے تو محبوب پاکﷺ کے دروازے پر آجاؤ اور محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہونے پر یقینا تمہاری بن جائے گی اسی یقین کی وجہ سے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر عرض کرتے ہیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جآءُ وْکَ ہے گواہ	پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے!

یارسول اللہ ﷺ! ہم خود نہیں آئے، آپ کے بلائے پر آئے ہیں آپ نہ بلائیں تو کو ن آسکتا ہے؟ کسی بلائے ہوئے کو رد کردے، کریم تو ایسا نہیں کرتا اور آپ تو سارے کریموں کے کریم ہیں۔جس پر نگاہ پڑجائے، اسے بھی کریم بنادیتے ہیں۔ہم آپ کے دربار میں آکر خالی چلے جائیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

قبرِ انور سے اعلانِ مغفرت:یہاں سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ حکم صرف نبی پاکﷺ کے ظاہری زمانہ مبارک کے ساتھ خاص ہے، بلکہ قیامت تک آنے والے لوگوں کو بارگاہِ رسالت میں حاضری کا حکم ہے۔ایک آدمی اسی آیۃمبارکہ پر عمل کرنے کیلئے چلا۔چلتا چلتا مدینہ شریف پہنچا۔نبی پاک ﷺ کا وصال ہوچکا تھا۔سرکار ﷺ کے وصال کے تین دن بعد وہ پہنچا۔سرکارﷺ کی قبرِ انور پر روتا روتا حاضر ہوا، وہیں بیٹھ کر عرض کرنے لگا،"یارسول اللہ ﷺ میں تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا پڑھ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔شومئ قسمت(بدنصیبی)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو پردہ فرماچکے ہیں۔میں تو اپنے گناہ بخشوانے آیا تھا مگر آپ تو پردہ فرماچکے ہیں"۔وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ کاش آپ ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ فرما ہوتے تو میری سفارش کردیتے اور میں بخشا جاتا، اب میں آپ

سے کیا عرض و معروض (اپنی درخواست ظاہر) کروں۔وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ قبرِ انور سے آواز آئی۔قَدْ غُفِرَ لَکَ [12]
یعنی اے اللہ کے بندے تو اب بھی کیوں مایوس ہوتا ہے۔اب بھی تیری بخشش ہوگئی ہے۔

قبرِ انور وسیلہ:حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں صحابہ کرام حاضر ہوتے ہیں۔عرض کرتے ہیں، بارش نہیں بر س رہی کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: اُنْظُرُوْا اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُوًّی اِلَی السَّمَاءِ

یعنی تم ایسا کرو کہ نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور میں جہاں آپ کا چہرہ انور ہے،وہاں چھت میں آسمان کی طرف سوراخ کردو کہ قبرِ انور اورآسمان کے درمیان کوئی شئی حائل (رکاوٹ) نہ رہے۔

انہوں نے جب اسی طرح کیا تو حدیث پاک میں آتا ہے: فَمُطِرُوْا مَطَراً حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ [13]
یعنی بس سوراخ کرنے کی دیر تھی فوراً بارش برسنے لگ گئی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ اگ آیا اور دُبلے پتلے اُونٹ بھی موٹے تازے ہوگئے۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور کا وسیلہ خود صحابہ کرام کو ام المؤ منین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتلا رہی ہیں، کہ قبرِ انور کی چھت میں اس طرح سوراخ کردو کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔بس قبرِ انور وسیلہ بن جائے گی اور بارش برسنے لگ جائے گی۔اس وقت چھت میں کیا گیا سوراخ آج تک باقی ہے اس کے اوپر دوسری چھت بنی، اس میں اسی طرح سوراخ رکھا گیا پھر سفید گنبد بنایا گیا اس میں وہ سوراخ اسی طر ح رکھا گیا اور آج بھی اس کے اوپر جو سبز گنبد بنا ہوا ہے،منارے کی طرف سے دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ وہ سوارخ اسی طرح باقی رکھا گیا ہے۔یہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی یادگار ہے کہ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ تمہاری روحانی ماں اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سبق دے گئی ہے۔قیامت تک تم محبوب کی قبر کو وسیلہ بناسکتے ہو۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وسیلہ بنایا: دوسری روایت میں ہے۔علامہ بیہقی علیہ الرحمۃ نے اسے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا کہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤ منین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِحکومت میں سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ بارش نہیں برس رہی یارسول اللہ ﷺ کرم فرمایئے بارش برس جائے۔

خواب میں نبی پا ک ﷺ نے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوا پنی زیارت سے مشرف فرمایا۔اور فرمایا کہ امیر المؤ منین عمر فاروق کو میرا سلام کہو اور کہو کہ بارش برسے گی اس کی فکر نہ کرو، لیکن تمہارے جو

---

12 (تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التأویل،سورۃ النساء،آیت63،الجزء1،الصفحۃ370،دارالکلم الطیب)
13 (سنن الدارمی،کتاب المقدمۃ،باب ما أکرم اللہ تعالی نبیہ،الجزء1، الصفحۃ56، الحدیث 92،دار الکتاب العربی،بیروت)

اُمورِ مملکت (حکومتی کام) ہیں اُن کی طرف خصوصی توجہ دو۔سرکار کا یہ پیغام امیر المؤ منین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا گیا۔تو آپ پر ایک پریشانی و جدانی کیفیت طاری ہوگئی کہ الحمدللہ! میں تو پہلے بھی اُمور پوری توجہ سے سرانجام دیتا ہوں اور میرے یہ تمام امور سرکار کی نظر میں ہیں کہ مجھے مزید متوجہ کرنےکیلئے فرمارہے ہیں اِدھر بارش بھی برسنے لگ گئی۔(انجاح الحاجہ حاشیہ سنن ابن ماجہ، صفحہ ۹۹) [14]

معلوم ہوا کہ آج بھی نبی پاک ﷺ کی قبرِ انور کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔صرف قبر شریف نہیں،نبی پاکﷺ کی آل پاک، صحابہ کرام،سرکار کی امت کے اولیاء ِ عظام، حتّٰی کہ نبی پاکﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر شئی کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔

چچا وسیلہ: چناچہ بخاری شریف میں باب الاستقاء میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ امیر المؤ منین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے۔لوگ آگئے کہ حضور! بارش نہیں ہوتی۔پہلے سرکارﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرتے تھے سرکارﷺ فرماتے تو بارش ہوجایا کرتی تھی۔حضورﷺ کی ذات پاک وسیلہ تھی، اب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰعنہ کے پاس آئے کہ

حضور! دعا کیجئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی دعا کرسکتے تھے نمازِ استسقاء (جو بارش نہ برسنے کی صورت میں پڑھی جاتی ہے) بھی پڑھاسکتے تھے مگر کیاکیا؟ نبی پاکﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر، آسمان کی طرف اُٹھا کر سب صحابہ کی موجودگی میں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:اَللّٰھُمَّ إِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا یعنی اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی پاک کی ذات پاک کا وسیلہ پیش کرکے دعا کرتے تھے تو بارش برسا دیتا تھا۔

وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْکَ بِعَمِّ نَبِيِّنَاﷺ فَاسْقِنَا یعنی یااللہ! اب سرکار تو وصال فرماگئے ہیں۔اب دیکھ لے میرے ہاتھ میں تیرے

نبی پاکﷺ کے چچا کا ہاتھ ہے۔اب ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرکے دعا مانگتے ہیں۔ قَالَ: فَيُسْقَوْنَ [15]یعنی بار ش برسا دے۔بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ موسلادھار(زوردار) بارش برسنے لگ گئی یہ وسیلہ پیش کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو یہ پیغام دیا کہ اے صحابہ کرام!فَاقْتَدُوا أَيّهَا النَّاس بِرَسُولِ اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَمّه الْعَبَّاس [16] یعنی نبی پاکﷺ کے چچا حضرت عباس رضی

---

[14] (شرح ابن ماجہ،ماب ما جاء في التقليس الضرب بالدف والغناءالخ، الصفحۃ99، الحديث 32002،قدیمی کتب خانہ،کراتشي- الباكستان)
(مصنف ابن ابي شيبة،كتاب الفضائل،ما ذكر في فضل عمر بن الخطاب رضي الله عنه،الجزء6، الصفحۃ356، الحديث 32002،مكتبة الرشد - الرياض)

[15] (صحیح البخاری،کتاب الجمعۃ،باب سؤال الناس اِلإمام الاستسقاء إذا قحطوا،الجزء2، الصفحۃ27،الحدیث1010، دار طوق النجاۃ)

[16] (فتح الباری شرح صحیح البخاری،کتاب الجمعۃ،باب سؤال الناس اِلإمام الاستسقاء إذا قحطوا،الجزء2، الصفحۃ497،الحدیث1010،دار المعرفة - بيروت)

اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پکڑنے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو یعنی آئندہ نبی پاک ﷺ کے چچا کا وسیلہ پیش کرکے اسی طرح ربّ سے دعا مانگتے رہنا۔یہاں محدثین نے استنباط(شرعی اُصول دریافت) کرتے ہوئے کہا کہ معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی آل پاک آپ کے رشتہ دار، آپ کے صحابہ کرام علیہم رضوان کو وسیلہ بنا کر پیش کیا جاسکتا ہے۔

تھانوی کا اعتراف: کتنے مزے کی بات ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی سے بھی ربّ نے لکھوادیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا کوئی بھی قرابت دار ہو، حضور سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ہو، چاہے قرابتِ حسی رکھتا ہو، چاہے قرابتِ معنوی رکھتا ہو، قرابتِ حسی رکھنے والے، جن میں خونِ رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہے۔اہلِ بیت کرام۔اور قرابتِ معنوی رکھنے والے، اولیاءِ کاملین ہیں۔تو کہا کہ چاہے قرابت معنوی رکھنے والا چاہے قرابت حسی رکھنے والا ہو جس کا وسیلہ بھی پیش کرو اس حدیث پاک سے معلوم ہو تا ہے کہ اُن کا وسیلہ پیش کرکے رب کی بارگاہ سے دعا مانگی جاسکتی ہے۔

اب آخری بات عرض کردوں کہ یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ سے تعلق رکھنے والے اور اولیاء ِ کاملین سے تعلق رکھنے والی چیزیں جنہیں تبرکات کہا جاتا ہے ان تبرکا ت کو بھی وسیلہ کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

واقعہ سامری: قرآن پاک کی بڑی مشہور آیت کریمہ ہے: فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ (سورۃ طٰہٰ پارہ ۱۶، آیت ۹۶) سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی (غیر موجودگی)میں جس وقت سونا اکٹھا کرکے بچھڑا بنالیا۔اس میں پھونک ماری اور وہ بولنے لگ گیا اور زندہ ہوگیا۔سامری نے لوگوں سے کہا یہ خدا ہے۔اس کی پوجا کرو۔لوگ اس کی پوجا کرنے لگ گئے۔موسیٰ علیہ السلام جب واپس آئے تو سامری سے پوچھا یہ تو نے کیا کیا؟ یہ بچھڑا زندہ کیسے ہوگیا؟ بولنے کس طرح لگ گیا؟ قرآن میں مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑی پر چڑھ کر آئے تھے جو فرعون کے لشکر کے آگے دریا میں داخل ہوئی۔موسیٰ علیہ السلام کیلئے تو دریا میں سڑکیں بن گئیں تھیں اوربنی اسرائیل دریا پار ہوچکے تھے۔

فرعون ڈرگیا وہ اپنا گھوڑا دریامیں داخل نہیں کرتا تھا، اسے ڈر تھا کہ اگر میں داخل ہوگیا تو غرق ہو جاؤں گا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لباسِ بشری پہنا کر بھیجا، وہ ایک گھوڑی پر سوار ہو کر آئے گھوڑی جب دریا میں داخل ہوئی تو فرعون کا گھوڑا بھی پیچھے داخل ہوگیا۔لشکریوں نے سمجھا کہ جب ہمارا فرعون دریا میں داخل ہورہا ہے، ہم بھی پیچھے داخل ہوجائیں۔اس طرح سارے دریا میں داخل ہوگئے۔اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ سڑکیں تو بنی اسرائیل کیلئے بنی تھیں، فرعونیوں کیلئے تو نہیں بنی تھیں۔آپس میں مل جا۔پانی جب آپس میں ملا تو فرعون اور فرعونی سارے غرق ہوگئے۔جبرائیل امین جس گھوڑی پر چڑھ کر آئے تھے، سامری کہتا ہے کہ میں نے جب اس

گھوڑی کو دیکھا، قدم اُٹھتا تو نیچے سبزہ اُگ جاتا تھا۔میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرشتے کی گھوڑی کے جہاں ٹاپ لگ رہے ہیں۔اس مٹی میں یہ تاثیر ہے کہ وہ زندہ بخشتی ہے۔فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ(پارہ۱۳،سورۃ طہٰ،آیت۹۶) (ترجمہ:تو ایک مٹّھی بھر لی فرشتے کے نشان سے۔)تو میں نے اُن کے قدموں کی جگہ سے تھوڑی سی مٹی لے لی تھی اور جب بچھڑا بنایا۔اس کے نتھوں اور منہ میں غبار (مٹی) رکھ کر پھونک ماری تو بچھڑا بولنے لگ گیا۔اس میں میرا کمال نہیں یہ تو جبرائیل امین کی گھوڑی کے قدموں سے لگنے والی مٹی کا کمال ہے۔اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا۔کیوں ذکر فرمایا؟ اس لئے کہ جبرائیل امین جس گھوڑی پر سوار ہوں، اس گھوڑی کے قدم جہاں لگیں، اس زمین میں زندگی بخشنے کی طاقت ہے، تو پھر مدینہ منورہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں وہاں کی غبار کیوں نہ زندگیاں بخشے؟!۔اسی لئے سرکار نے فرمایا: غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ لِلْجُذَامِ [17]

یعنی مدینہ منورہ کی غبار بھی جزام جیسی لاعلاج مرضوں کا علاج ہے۔

تابوت سکینہ: قرآن پاک کی ایک اور آیۃکریمہ ہے: اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ (سورۃ البقرہ، پارہ ۲، آیت۲۴۸) (ترجمہ:کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے۔) وہ تابوت سکینہ، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اسے فرشتے اُٹھا کر لائیں گے، وہ آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کے بقیہ ماندہ تبرکات ہیں، ان کے اندر تمہارے لئے تسکین رکھ دی ہے۔اسے اُٹھا کر ہی تمہیں سکون آجائے گا۔اس صندوق میں کیا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام کے نعلین پاک تھے۔حضرت ہارون علیہ السلام کی دستار پاک تھی۔اگر موسیٰ علیہ السلام کے نعلین بابرکت ہوسکتے ہیں،ہارون علیہ السلام کی دستار بابرکت ہوسکتی ہے تو پھر یقینا رسول پاک ﷺ کا نقشہ نعلین بھی بابرکت ہوسکتاہے۔

قرآن فرمارہا ہے یہ تبرکات ہیں۔ان کے ذریعے سے انہیں فتح حاصل ہوتی تھی۔وہ صندوق کو سامنے رکھ کر جب دعائیں مانگا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرمادیتا تھا۔

یوسف علیہ السلام کی قمیض: تیسری آیتِ مبارکہ ہے کہ یوسف علیہ السلام سے جب بھائیوں نے کہا باپ تو نابینا ہوچکے ہیں تو یوسف علیہ السلام نے کیا کہا؟

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا (سورۃ یوسف، پارہ ۱۳، آیت۹۳)

---

[17] (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،الجزء۱۲،الصفحۃ۲۳۶،الحدیث۳۴۸۲۸،مؤسسۃ الرسالۃ)

میری قمیض لے جاؤ جو میرے جسم سے مَس (چھو) ہوچکی ہے۔بھائیوں! نے عرض کی پیارے یوسف! قمیضوں اور کرتوں کی بابا جان کو ضرورت نہیں ہے۔قمیض اور کرتے ہم اور بھی بنوا کر دے سکتے ہیں۔ہم تو کہتے ہیں کہ آنکھوں کا علاج کرواؤ فرمایا:

فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي تم اسے میرے باپ کے چہرے کے ساتھ تو جا کر لگا يَأْتِ بَصِيرًا فرمایا قدرت کا کرشمہ دیکھ لوگے قمیض لگا نا

تمہارا کام ہوگا، گئی ہوئی بینائی کو واپس لانا میرے ربّ کا فضل ہوگا۔یقینا بینائی تو رب نے واپس کی مگر وسیلہ کس کا بنایا یوسف علیہ السلام کے کرتے کو۔قرآن کہتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیض کو ربّ نے بینائی واپس کرنے کا وسیلہ بنایا۔اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ وسیلہ بن سکتا ہے تو پھر نبی پاکﷺ کے جسم سے لگنے والی چیزیں بابرکت کیوں نہیں ہوسکتیں؟ یقینا آپ کے تبرکات بھی ہمارے لئے وسیلہ بن سکتے ہیں۔

جبہ مبارک: مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف کے اندر حدیث پاک موجود ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس نبی کریم ﷺ کا جبہ مبارک موجود تھا۔صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ سرکار کے پردہ فرمانے کے بعد ہم کیا کرتے تھے؟ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يُسْتَشْفَى بِهَا [18]

یعنی ہم اسے پانی میں دھوتے تھے، میل دور کرنے کیلئے نہیں بلکہ بیماروں کے علاج کیلئے تاکہ ہم شفاء حاصل کریں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضون کا عقیدہ ہے کہ نبی پاکﷺ کے تبرکات سے شفاء حاصل کی جاسکتی ہے۔ اسی حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے مسلم شریف کے شارع علامہ نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هَذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ التَّبَرُّكِ بِآثَارِ الصَّالِحِيْنَ وَثِيَابِهِمْ [19]

یعنی یہ حدیث پاک اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ والوں کے تبرکات اور ان کے کپڑوں سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔انہیں وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔

مشکیزہ:حضرت کبشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس سرکارﷺ تشریف لائے، پانی کا مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔برتن موجود نہیں تھا سرکارﷺ نے بیانِ جواز کیلئے کہ برتن موجود نہ ہوتو اس طرح پانی پی سکتے ہیں، اسی مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی نوش (پانی پیا) فرمالیا۔حضرت کبشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ [20]

---

18 (صحیح مسلم،کتاب اللباس والزینۃ،باب تحریم استعمال إناء الذہب والفضۃ علی الرجال والنساء، الجزء3،الصفحۃ1641، الحدیث10- (2069)،دار إحیاء التراث العربي - بیروت)
(مشکاۃالمصابیح،کتاب اللباس،الفصل الاول، الجزء 2،الصفحۃ1242، الحدیث4325- (22)،المکتب الإسلامی - بیروت)

19 (شرح النووی علی مسلم،کتاب اللباس والزینۃ،باب تحریم استعمال إناء الذہب والفضۃ علی الرجال والنساء، الجزء4،الصفحۃ273،دارالخیر)

20 (سنن الترمذی کتاب الأشربۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،باب ما جاء فی الرخصۃ فی ذلک، الجزء3،الصفحۃ370،الحدیث1892،دار الغرب الإسلامی - بیروت)

یعنی میں سرکارﷺ کے سامنے ہی کھڑی ہوئی اور اُس مشکیزے پر جہاں سرکارﷺ کے ہونٹ مبارک لگے تھے، میں نے مشکیزہ کا وہ منہ ہی کاٹ کر رکھ لیا کہ یہ تو وہ بابرکت ہے، جسے نبی پاکﷺ کے ہونٹ مبارک لگے ہیں۔

فائدہ: سرکار ﷺ نے منع نہیں فرمایا کہ یہ تم کیا کر رہی ہو؟ اتنا اچھا مشکیزہ تم نے خراب کرلیا ہے۔وہ جانتے تھے کہ عاشق کو اِس کی پراوہ نہیں کہ مشکیزہ خراب ہوگیا ہے وہ تو اپنا رانجھا کو راضی کر رہا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے تبرک کو محفوظ کر لیا ہے۔چناچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا:

أَيْ فَمَ الْقِرْبَةِ وَحَفِظْتُهُ فِي بَيْتِي وَاتَّخَذْتُهُ شَمَّاءَ لِلتَّبَرُّكِ بِهِ [21]

یعنی جب اُن سے پوچھا گیا تم نے اسے کاٹ کر کیوں رکھ لیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے اسے اپنے گھر کے اندر محفوظ کرکے رکھ لیا ہے کہ یہ شفاء کاذریعہ بنے گا کہ جو بھی بیمار ہوگا، اُسے پانی میں گھول کر پلادیا کروں گی تو اللہ تعالٰی اسے شفاء عطا فرمائے گا۔

بال مبارک: صحابہ کرام خود نبی پاک ﷺ کے تبرکا ت کو شفاء کیلئے وسیلہ بناتے ہیں۔بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک موجود ہے کہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس نبی کریم ﷺ کا موئے مبارک موجود تھا جو لمبی نلکی میں رکھا ہوا تھا۔وہ اسے پانی میں ڈال کر نلکی کو حرکت دیتیں اور وہ پانی مریضوں کو پلاتیں تو وہ مریض شفا یاب ہوجایا کرتا تھا۔ [22]

---

21 (مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃالمصابیح،کتاب الأطعمۃ،باب الأشربۃ، الجزء 7،الصفحۃ2753، الحدیث4281،المکتب الِاسلامی۔ - بیروت)

22 (صحیح البخاری،کتاب اللباس،باب مایذکرفی الشیب،الجزء7، الصفحۃ160،الحدیث5896، دار طوق النجاۃ)
(مشکاۃالمصابیح،کتاب اللباس،الفصل الثالث، الجزء 2،الصفحۃ1270، الحدیث4480- (62)،المکتب الِاسلامی۔ - بیروت)

الغرض بے شمار احادیثِ کریمہ اور بزرگانِ دین اور لا تعداد وا قعات سے یہ ثابت ہے۔کہ الحمداللہ! اہلِسُنّت و جماعت کا عقیدہ نبی پاک ﷺ کے وسیلے کے متعلق اور نبی پاک ﷺ کی امت کے علماءِ ربانین اور اولیائے کاملین کے تبرکات کے وسیلہ کے متعلق بالکل حق ہے اور قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔اللہ عزوجل ہمیں اسی مسلکِ حق پر قائم و دائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ'

بہاولپور، پاکستان